OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴾International Journal of Islamic Thought﴿
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:4, Issue: 2, July - December 2025 PP: 128-139

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نسلوں کے درمیان بڑھتا ہوا فاصلہ: اسباب و حل

The Growing Generation Gap in the Light of Islamic Teachings: Causes and Solutions

Ameer Hamza Sarfra
Research Scholar, Al-Hamd Islamic University, Islamabad
Email: an0107842@gmail.com

Dr. Muhammad Ishtiaq
Lecturer, Air University Main Campus Islamabad
Email: Muhammadishtiaqiiui@gmail.com

Dr. Farah Jabeen
HOD & Lecturer, Department of Islamic Studies, Kips College Khanna Pul Islamabad
Email: drfarahjabeen1@gmail.com

Saliha Gulzar
Research Scholar, Federal Urdu University, Islamabad
Email: salihag705@gmail.com

Abstract

The growing gap between generations is an important social issue of the contemporary era, whose effects are becoming increasingly evident in family life, upbringing, morality, and social stability. Modern technology, social media, global culture, contemporary educational trends, economic difficulties, the clash between traditional and modern values, lack of effective communication, and changes in the family system are among the major causes of this widening gap. The older generation tends to view life through the lens of its experiences, traditions, and values, whereas the younger generation is influenced by modern knowledge, technology, individual freedom, and changing social trends. This intellectual and cultural difference can lead to mistrust, intolerance, and emotional distance between parents and children, as well as between the elderly and younger members of society. Islamic teachings provide a balanced and comprehensive framework for addressing this issue. The Qur'an emphasizes kindness toward parents, respectful communication, maintaining family ties, and fulfilling family responsibilities, while the Prophet Muhammad ﷺ established compassion toward the young and respect for the elderly

CC BY

as fundamental principles of Islamic social life. In light of Islamic teachings, reducing the gap between generations requires the promotion of mutual respect, love, patience, tolerance, consultation, effective communication, and sincere concern for one another. Parents should understand the problems and emotions of young people and give them trust and responsibilities, while the younger generation should respect the experience, status, and rights of their elders. Educational institutions, families, and the media should also play a constructive role in this regard. If Islamic principles are implemented in practical life in harmony with contemporary needs, the existing gulf between generations can be reduced, leading to the development of a strong, balanced, and mutually trusting society in which the experience of the older generation and the energy of the younger generation complement each other.

Keywords: *Generation Gap, Islamic Teachings, Family System, Intergenerational Relations, Social Stability, Contemporary Society.*

انسانی معاشرہ مختلف نسلوں کے باہمی تعاون، تعلق اور تعامل سے تشکیل پاتا ہے۔ ایک نسل اپنے تجربات، علمی ورثے، اخلاقی اقدار، تہذیبی روایات اور زندگی کے مشاہدات اگلی نسل تک منتقل کرتی ہے، جبکہ نئی نسل اپنی صلاحیتوں، جدید علوم، فکری توانائی اور بدلتے ہوئے حالات سے مطابقت پیدا کر کے معاشرے کی تعمیر و ترقی میں کردار ادا کرتی ہے۔ اس اعتبار سے نسلوں کا باہمی تعلق محض خاندانی رشتہ نہیں بلکہ معاشرتی استحکام، تہذیبی تسلسل اور اخلاقی اقدار کے تحفظ کی بنیادی ضرورت ہے۔ جب مختلف نسلوں کے درمیان محبت، احترام، اعتماد اور مؤثر ابلاغ موجود ہو تو معاشرہ مضبوط ہوتا ہے، لیکن جب یہ عناصر کمزور پڑ جائیں تو نسلوں کے درمیان فکری اور جذباتی فاصلے جنم لینے لگتے ہیں۔ عصرِ حاضر میں نسلوں کے درمیان بڑھتا ہوا فاصلہ ایک اہم معاشرتی مسئلہ بن چکا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی، سوشل میڈیا، عالمی ثقافت، بدلتے ہوئے معاشی حالات، جدید طرزِ تعلیم اور زندگی کے نئے تصورات نے نوجوان نسل کے افکار و ترجیحات میں نمایاں تبدیلی پیدا کی ہے۔ دوسری طرف بزرگ نسل اپنے تجربات، روایتی اقدار اور ماضی کے معاشرتی ماحول کی بنیاد پر زندگی کو دیکھتی ہے۔ اس فرق کے نتیجے میں والدین اور اولاد، بزرگوں اور نوجوانوں، اساتذہ اور طلبہ کے درمیان فکری اختلاف اور باہمی فاصلے میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بعض اوقات بزرگ نئی نسل کے بدلتے ہوئے رجحانات کو سمجھنے کے بجائے انہیں بے راہ روی تصور کرتے ہیں، جبکہ نوجوان نسل بزرگوں کی نصیحت اور تجربات کو فرسودہ سمجھنے لگتی ہے۔ یوں عدمِ برداشت، عدمِ اعتماد، ابلاغی کمزوری اور باہمی احترام میں کمی نسلوں کے درمیان خلیج کو مزید وسیع کر دیتی ہے۔

نسلوں کے درمیان یہ فاصلے صرف خاندان تک محدود نہیں رہتے بلکہ پورے معاشرے کو متاثر کرتے ہیں۔ جب نوجوان اپنے بزرگوں کے تجربات اور رہنمائی سے دور ہو جاتے ہیں تو معاشرتی اور اخلاقی اقدار کی منتقلی کا عمل کمزور پڑتا ہے، اور جب بزرگ نئی نسل کے مسائل، جذبات اور عصری تقاضوں کو سمجھنے میں ناکام رہتے ہیں تو نوجوانوں میں تنہائی، بے اعتمادی اور بغاوت کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس صورتِ حال میں خاندانی نظام کمزور، باہمی تعلقات سرد اور معاشرتی ہم آہنگی متاثر

ہونے لگتی ہے۔ اس لیے نسلوں کے درمیان بڑھتے ہوئے فاصلے کو محض عمر یا سوچ کے فطری فرق کے طور پر نظرانداز کرنا درست نہیں، بلکہ اس کے اسباب کا علمی و تحقیقی جائزہ لے کر مؤثر حل تلاش کرنا ضروری ہے۔اسلام نے نسلوں کے باہمی تعلقات کو نہایت متوازن اور جامع انداز میں منظّم کیا ہے۔ قرآنِ مجید نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو توحید کے بعد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔"[1]

"اور آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔"

یہ قرآنی تعلیم اس امر کی واضح بنیاد فراہم کرتی ہے کہ والدین اور اولاد کے تعلقات محض جذباتی وابستگی پر قائم نہیں بلکہ ان میں احترام، حسنِ سلوک اور ذمہ داری بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح اسلام نے معاشرے میں چھوٹوں کے ساتھ شفقت اور بڑوں کے ساتھ احترام کو ایک بنیادی اخلاقی اصول قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيرِنَا۔"[2]

"وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی بزرگی و قدر کو نہ پہچانے۔"

یہ حدیث نسلوں کے درمیان تعلقات کے حوالے سے نہایت بنیادی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ نے ایک طرف چھوٹی عمر کے افراد کے ساتھ رحمت، شفقت اور محبت کا حکم دیا تو دوسری طرف بڑوں کے شرف، مقام اور احترام کو تسلیم کرنے کی تعلیم دی۔ گویا اسلامی معاشرت میں نہ تو بزرگ نسل کو نوجوان نسل سے لاتعلق ہونے کی اجازت ہے اور نہ نوجوان نسل کو بزرگوں کے تجربات اور مقام سے بے اعتنائی کی۔ یہی متوازن رویہ نسلوں کے درمیان پیدا ہونے والے فاصلے کو کم کرنے کی بنیاد بن سکتا ہے۔ سیرتِ طیبہ ﷺ کا مطالعہ بھی اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کو اعتماد دیا، ان کی صلاحیتوں کو تسلیم کیا اور انہیں اہم ذمہ داریاں سونپیں، جبکہ بزرگوں کے تجربے، علم اور مقام کو بھی ملحوظ رکھا۔ اس نبوی منہج سے معلوم ہوتا ہے کہ نسلوں کے درمیان تعلق کو مضبوط بنانے کے لیے محض ایک دوسرے سے اختلاف ختم کرنا کافی نہیں بلکہ باہمی احترام، حسنِ گفتگو، اعتماد، مشاورت، شفقت اور خیر خواہی کو معاشرتی رویے کا حصہ بنانا ضروری ہے۔

اسلامی تعلیمات نسلوں کے درمیان موجود فطری فرق کو ختم کرنے کے بجائے اسے مثبت انداز میں استعمال کرنے کی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ بزرگ نسل تجربے اور حکمت کی نمائندہ ہے جبکہ نوجوان نسل توانائی، جدت اور مستقبل کی تعمیر کی علامت ہے۔ اگر دونوں نسلیں ایک دوسرے کو حریف کے بجائے معاون سمجھیں تو یہی اختلاف معاشرے کی قوت بن سکتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ والدین اولاد کے ساتھ محبت اور حکمت سے پیش آئیں، نوجوان بزرگوں کے تجربات اور مقام کا احترام کریں، تعلیمی ادارے اخلاقی تربیت کو فروغ دیں اور معاشرہ ایسا ماحول پیدا کرے جہاں نسلوں کے درمیان کھلا اور مثبت مکالمہ ممکن ہو۔ چنانچہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نسلوں کے درمیان بڑھتا ہوا فاصلہ: اسباب و حل "ایک نہایت اہم، عصری اور معاشرتی ضرورت سے متعلق موضوع ہے۔ اس موضوع کے ذریعے یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ موجودہ پاکستانی معاشرے میں نسلوں کے درمیان بڑھتے ہوئے فاصلے کے بنیادی اسباب کیا ہیں، جدید ذرائع ابلاغ اور ٹیکنالوجی نے اس مسئلے کو کس حد تک

متاثر کیا ہے، خاندانی اور تعلیمی اداروں کا اس حوالے سے کیا کردار ہے اور قرآن و سنت نسلوں کے باہمی تعلق کو مضبوط بنانے کے لیے کون سے اصول پیش کرتے ہیں۔ اگر اسلامی تعلیمات کے اصولِ رحمت، احترام، صلہ رحمی، حسنِ معاشرت، مشاورت اور خیر خواہی کو عصری تقاضوں کے ساتھ مربوط کیا جائے تو نسلوں کے درمیان بڑھتی ہوئی خلیج کو کم کیا جاسکتا ہے اور ایسا متوازن معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے جس میں بزرگوں کا تجربہ، نوجوانوں کی توانائی اور اسلامی اقدار باہم مل کر معاشرتی ترقی کی بنیاد بنیں۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نسلوں کے درمیان بڑھتے ہوئے فاصلے کے اسباب و حل

انسانی معاشرہ مختلف نسلوں، طبقات اور افراد کے باہمی تعلقات سے تشکیل پاتا ہے۔ نسل در نسل علم، تجربہ، اقدار، روایات اور تہذیبی شعور کی منتقلی ہی کسی معاشرے کے تسلسل اور استحکام کی بنیاد بنتی ہے۔ بزرگ نسل اپنے تجربات اور زندگی کے مشاہدات نئی نسل تک منتقل کرتی ہے، جبکہ نوجوان نسل اپنی توانائی، جدید علم، فنی صلاحیت اور تخلیقی فکر کے ذریعے معاشرے کو ترقی کی طرف لے جاتی ہے۔ اس اعتبار سے نسلوں کا باہمی تعلق کسی معاشرے کے لیے محض ایک سماجی ضرورت نہیں بلکہ اس کے تہذیبی وجود اور اخلاقی بقا کی بنیادی شرط ہے۔ موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ، سوشل میڈیا، جدید ٹیکنالوجی، عالمی ثقافت، تیز رفتار معاشی تبدیلیوں اور جدید طرزِ تعلیم نے انسانی زندگی کے انداز کو بہت تیزی سے تبدیل کر دیا ہے۔ اس تبدیلی نے جہاں انسان کے لیے بے شمار سہولتیں پیدا کی ہیں، وہیں مختلف نسلوں کے درمیان فکری اور معاشرتی فاصلے کو بھی بڑھایا ہے۔ ایک طرف بزرگ نسل روایتی اقدار، خاندانی تجربات اور ماضی کے معاشرتی ماحول سے وابستہ ہے، دوسری طرف نوجوان نسل جدید معلومات، عالمی رجحانات اور ڈیجیٹل دنیا سے متاثر ہو رہی ہے۔ نتیجتاً والدین اور اولاد، بزرگوں اور نوجوانوں، اساتذہ اور طلبہ کے درمیان ترجیحات، طرزِ زندگی، زبان، لباس، تعلیم، پیشہ، شادی، معاشی آزادی اور سماجی رویوں کے حوالے سے اختلافات پیدا ہو رہے ہیں۔ اسلامی تعلیمات اس مسئلے کو نہایت جامع انداز میں دیکھتی ہیں۔ اسلام نہ تو بزرگ نسل کو محض ماضی کا نمائندہ سمجھتا ہے اور نہ نوجوان نسل کو محض ناتجربہ کار قرار دیتا ہے، بلکہ دونوں کے مقام، حقوق اور ذمہ داریوں کو متوازن انداز میں بیان کرتا ہے۔ قرآن مجید نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے فوراً بعد ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا۔"[3]

"اور آپ کے رب نے حکم فرمایا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے عزت کی بات کرو۔"

اس آیت میں والدین کے ساتھ احترام، نرم گفتگو اور حسنِ سلوک کو بنیادی اخلاقی فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے نسلوں کے باہمی تعلق کے بنیادی اصول کو ایک جامع حدیث میں بیان فرمایا:

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيرِنَا۔"[4]

"وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت و قدر کو نہ پہچانے۔"

اس روایت میں چھوٹوں کے لیے رحمت اور بڑوں کے لیے احترام کو ایک ہی اخلاقی اصول کے دو پہلو قرار دیا گیا ہے۔

یہی اسلامی تصور نسلوں کے درمیان بڑھتے ہوئے فاصلے کے مسئلے کا بنیادی حل پیش کرتا ہے کہ معاشرے میں نہ نوجوانوں کو بزرگوں سے بے نیاز ہونا چاہیے اور نہ بزرگوں کو نوجوانوں کے مسائل اور جذبات سے لاتعلق ہونا چاہیے۔

نسلوں کے درمیان فاصلے کا مفہوم

نسلوں کے درمیان فاصلہ سے مراد مختلف عمرانی نسلوں کے درمیان پیدا ہونے والا ایسا فکری، جذباتی، معاشرتی اور ابلاغی فرق ہے جس کے نتیجے میں ایک نسل دوسری نسل کے خیالات، ترجیحات، ضروریات اور طرزِ زندگی کو سمجھنے یا قبول کرنے میں دشواری محسوس کرے۔ یہ فاصلہ بعض اوقات معمولی اختلاف کی صورت میں ہوتا ہے، لیکن جب اختلاف مسلسل بداعتمادی، تحقیر، عدمِ برداشت، قطع تعلق یا باہمی نفرت میں تبدیل ہوجائے تو یہ معاشرتی بحران کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ نسلوں کے درمیان کچھ فطری فرق ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ ہر نسل کا بچپن مختلف حالات میں گزرتا ہے، اسے مختلف تعلیمی، معاشی اور سیاسی ماحول میسر آتا ہے اور اس کے تجربات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ اس لیے ہر اختلاف کو منفی نہیں سمجھنا چاہیے۔ اصل مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اختلافِ رائے مکالمے کے بجائے تصادم، احترام کے بجائے تحقیر اور رہنمائی کے بجائے جبر کی صورت اختیار کرلے۔ اسلام اختلافِ رائے کے باوجود حسنِ اخلاق، عدل اور حکمت کا تقاضا کرتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

"وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔" [5]

"اور ان سے ایسے طریقے سے بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔"

اگر اختلاف کے معاملے میں عمومی اسلامی اصول حسنِ گفتگو اور بہترین طریقۂ مکالمہ ہے تو خاندانی اور نسلی اختلافات میں اس اصول کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

نسلوں کے درمیان بڑھتے ہوئے فاصلے کے بنیادی اسباب

۱۔ جدید ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا

نسلوں کے درمیان فاصلے کا ایک اہم سبب جدید ٹیکنالوجی ہے۔ نوجوان نسل کا بڑا حصہ موبائل فون، انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے معلومات، تفریح اور سماجی روابط حاصل کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں نوجوانوں کی زبان، سوچ، ترجیحات اور تعلقات کا انداز بڑی حد تک تبدیل ہوا ہے۔ بزرگ نسل کا ایک حصہ اس ڈیجیٹل ماحول سے پوری طرح ہم آہنگ نہیں، اس لیے دونوں نسلوں کے درمیان ابلاغ کا فرق بڑھ جاتا ہے۔ بعض اوقات والدین کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ اولاد ان کے ساتھ بیٹھنے کے بجائے موبائل فون میں مصروف رہتی ہے، جبکہ نوجوان یہ محسوس کرتے ہیں کہ والدین ان کی ڈیجیٹل دنیا کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ یوں ایک ہی گھر میں رہنے کے باوجود جذباتی فاصلے پیدا ہو جاتے ہیں۔

۲۔ روایتی اور جدید اقدار کا تصادم

بزرگ نسل عموماً خاندانی وابستگی، اجتماعی فیصلوں، روایتی رسوم اور بزرگوں کی اطاعت کو زیادہ اہمیت دیتی ہے، جبکہ نوجوان نسل شخصی آزادی، انفرادی انتخاب، خوداعتمادی اور ذاتی فیصلے کو زیادہ اہم سمجھتی ہے۔ جب دونوں نقطۂ نظر میں توازن نہ رہے تو اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ اسلام نے اطاعت اور آزادی دونوں کے درمیان متوازن راستہ اختیار کیا ہے۔ والدین کے احترام اور اطاعت کی تاکید کے ساتھ قرآن مجید نے یہ بھی واضح کیا کہ اگر والدین کسی باطل عقیدے کی طرف مجبور کریں تو ان کی اس بات میں اطاعت نہیں کی جائے گی، تاہم دنیاوی معاملات میں ان کے ساتھ حسنِ سلوک برقرار رکھا جائے گا:

"وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا۔"[6]

"اور اگر وہ دونوں تم پر زور ڈالیں کہ تم میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک کرو جس کا تمہیں علم نہیں تو ان کی بات نہ مانو، اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو۔"

یہ آیت بتاتی ہے کہ اختلاف کے باوجود حسنِ معاشرت ختم نہیں ہونا چاہیے۔

۳۔ والدین اور اولاد کے درمیان مؤثر مکالمے کی کمی

نسلوں کے درمیان فاصلے کا ایک بنیادی سبب مکالمے کا فقدان ہے۔ بہت سے خاندانوں میں والدین اولاد کے مسائل سننے کے بجائے صرف احکامات دیتے ہیں، جبکہ بعض نوجوان والدین کی بات سننے کے بجائے فوراً اسے پرانا یا غیر متعلق قرار دے دیتے ہیں۔ نتیجتاً دونوں فریق اپنی بات منوانے کی کوشش کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کم ہو جاتی ہے۔ اسلامی تربیت میں مکالمہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت لقمانؑ اور ان کے بیٹے کا مکالمہ اس حوالے سے ایک بہترین نمونہ ہے۔ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ۔"[7]

"اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔

یہاں " يَا بُنَيَّ " یعنی "اے میرے پیارے بیٹے" کا انداز اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تربیت صرف حکم دینے کا نام نہیں بلکہ محبت، قربت اور حکمت کے ساتھ رہنمائی کا نام ہے۔

۴۔ خاندانی نظام کی کمزوری

مشترکہ خاندانی نظام کے کمزور ہونے اور انفرادی زندگی کے بڑھتے ہوئے رجحان نے بھی نسلوں کے درمیان فاصلے کو متاثر کیا ہے۔ پہلے ایک خاندان میں دادا، دادی، والدین، چچا، پھوپھی اور بچے ایک دوسرے کے قریب رہتے تھے، جس سے بچوں کو بزرگوں کے تجربات سے استفادہ کا موقع ملتا تھا۔ موجودہ شہری زندگی، معاشی ضروریات اور رہائش کے محدود وسائل کے باعث خاندان چھوٹے ہوتے گئے ہیں۔ اس تبدیلی کے نتیجے میں نوجوان نسل کو بزرگوں کے ساتھ براہِ راست تعلق اور تجربات کی منتقلی کے مواقع کم ملتے ہیں۔ دوسری طرف بزرگوں میں بھی تنہائی کا احساس بڑھتا ہے۔ اسلام نے صلہ رحمی کو معاشرتی استحکام کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

"وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ۔"[8]

"اور رشتہ دار کو اس کا حق دو۔"

۵۔ معاشی مسائل

مہنگائی، بے روزگاری، محدود آمدنی اور معاشی دباؤ بھی نسلوں کے درمیان کشیدگی کا سبب بن سکتے ہیں۔ نوجوان بہتر روزگار، معاشی خود مختاری اور بہتر معیارِ زندگی چاہتے ہیں، جبکہ والدین بعض اوقات اپنی معاشی استطاعت کے مطابق فیصلے کرنا چاہتے ہیں۔ شادی، تعلیم، ملازمت اور رہائش کے معاملات میں معاشی اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسلام معاشی معاملات میں عدل، اعتدال اور باہمی تعاون کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ۔"[9]

"اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔"

یہ اصول نسلوں کے درمیان معاشی تعاون کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

۶۔ نوجوان نسل کو اعتماد نہ دینا

بعض خاندانوں میں نوجوانوں کو ہمیشہ ناتجربہ کار اور ناقابلِ اعتماد سمجھا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں نوجوانوں میں احساسِ کمتری، بغاوت یا بے اعتنائی پیدا ہو سکتی ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں نوجوانوں کو اعتماد دینے کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ جیسے نوجوان کو لشکر کی قیادت سونپی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نوجوانوں کی صلاحیتوں کو تسلیم کرنا اور انہیں ذمہ داریاں دینا اسلامی تربیت کا حصہ ہے۔

۷۔ بزرگ نسل کی طرف سے جدید حالات کو نہ سمجھنا

جس طرح نوجوانوں کی طرف سے بزرگوں کے تجربات کو نظرانداز کرنا غلط ہے، اسی طرح بزرگوں کا جدید حالات کو سمجھے بغیر ہر نئی چیز کو رد کرنا بھی مسئلے کو بڑھاتا ہے۔ زمانہ بدلتا ہے، مسائل بدلتے ہیں اور ان کے حل کے طریقے بھی بدل سکتے ہیں، تاہم اسلامی اصول اپنی بنیادی حیثیت برقرار رکھتے ہیں۔ اسلام نے حکمت اور بصیرت کے ساتھ حالات کو سمجھنے کی تعلیم دی ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

"فَبَشِّرْ عِبَادِ-الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ۔"[10]

"پس میرے ان بندوں کو خوشخبری دے دو جو بات کو غور سے سنتے ہیں اور اس کے بہترین پہلو کی پیروی کرتے ہیں۔"

یہ اصول نسلوں کے درمیان مکالمے کے لیے انتہائی اہم ہے: پہلے دوسرے کی بات سننا، پھر اس میں سے بہتر پہلو اختیار کرنا۔

اسلامی تعلیمات میں نسلوں کے باہمی تعلق کی بنیادیں

۱۔ احترامِ بزرگاں

اسلامی معاشرے میں بزرگوں کا احترام بنیادی اخلاقی قدر ہے۔ حدیث طیبہ میں آتا ہے:

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيرِنَا۔"[11]

اس اصول کو واضح کرتی ہے کہ چھوٹوں کے ساتھ شفقت اور بڑوں کی قدر و منزلت دونوں ضروری ہیں۔

اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ نوجوان بزرگوں کی عمر، تجربے اور مقام کا احترام کریں اور بزرگ نوجوانوں کے ساتھ شفقت، محبت اور خیر خواہی کا معاملہ کریں۔

۲۔ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک

قرآن مجید نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو انتہائی بلند مقام عطا کیا ہے۔ ارشاد ہے:

"وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا -وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ۔"[12]

"اور ان دونوں سے عزت واحترام کی بات کرو اور ان کے لیے رحمت کے ساتھ عاجزی کا بازو جھکا دو۔"

قرآن کے اس حکم میں صرف مالی خدمت نہیں بلکہ زبان، لہجے اور رویے میں احترام کا تقاضا بھی شامل ہے۔

۳۔ بچوں کے ساتھ شفقت

اسلام میں بچوں کی تربیت سختی اور تحقیر کے بجائے محبت، شفقت اور حکمت سے کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ بچوں کے ساتھ محبت کا اظہار فرماتے، انہیں سلام کرتے اور ان کی دل جوئی فرماتے تھے۔ اس نبوی طرزِ عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ نسلوں کے درمیان تعلق یک طرفہ نہیں بلکہ دو طرفہ ذمہ داری ہے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ۔"[13]

"جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"

اس عمومی اصول کا اطلاق والدین، اولاد اور معاشرے کی تمام نسلوں کے باہمی تعلق پر ہوتا ہے۔

۴۔ باہمی مشاورت

نسلوں کے درمیان فاصلے کو کم کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ مشاورت ہے۔ قرآن مجید نے اہلِ ایمان کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ۔"[14]

"اور ان کے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں۔"

گھریلو معاملات میں والدین اگر اولاد کی رائے سنیں اور نوجوان اگر والدین کے تجربے سے فائدہ اٹھائیں تو بہت سے اختلافات ابتدا ہی میں ختم ہو سکتے ہیں۔ مشاورت کا مطلب یہ نہیں کہ ہر معاملے میں نوجوان کی رائے ہی قبول کی جائے یا ہر معاملے میں بزرگ کی رائے کو حتمی سمجھا جائے، بلکہ مقصد بہترین فیصلے تک پہنچنا ہے۔

۵۔ صبر اور برداشت

نسلوں کے درمیان اختلاف کو ختم کرنے کے لیے صبر ضروری ہے۔ نوجوانوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ بزرگ نسل کے خیالات ایک طویل زندگی کے تجربے سے تشکیل پاتے ہیں، جبکہ بزرگوں کو یہ حقیقت تسلیم کرنی چاہیے کہ نوجوانوں کی زندگی کے حالات ان سے مختلف ہیں۔ اس لیے ہر اختلاف کو بدتمیزی یا نافرمانی قرار دینا اور ہر نصیحت کو مداخلت سمجھنا درست نہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

"وَاصْبِرْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ۔"[15]

"اور صبر کرو، بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔"

۶۔ حسنِ گفتگو

نسلوں کے درمیان اختلاف کی شدت اکثر الفاظ اور لہجے کی وجہ سے بڑھ جاتی ہے۔ اگر ایک ہی بات نرم لہجے میں کہی جائے تو اس کا اثر مختلف ہوتا ہے اور سخت لہجے میں کہی جائے تو اختلاف بڑھ جاتا ہے۔ قرآن مجید نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت

ہارونؑ کو فرعون جیسے سرکش حکمران سے بھی نرم گفتگو کرنے کا حکم دیا:

"فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ۔"[16]

"پس تم دونوں اس سے نرم بات کہنا، شاید کہ وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے۔"

جب مخالف اور سرکش شخص سے بھی نرم گفتگو کا حکم ہے تو والدین، اولاد اور خاندان کے افراد کے ساتھ نرم گفتگو کی اہمیت بدرجہ اولیٰ واضح ہو جاتی ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ اور نسلوں کے درمیان تعلق

رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ نسلوں کے درمیان متوازن تعلق کا بہترین عملی نمونہ پیش کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے بچوں سے شفقت کی، نوجوانوں پر اعتماد کیا، بزرگوں کا احترام کیا اور ہر شخص کی صلاحیت اور مقام کو ملحوظ رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی تربیت سے مختلف عمر، مزاج اور تجربات رکھنے والے افراد ایک مضبوط جماعت میں تبدیل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے نوجوان صحابہؓ کو علمی، انتظامی، سفارتی اور عسکری ذمہ داریاں سونپیں۔ حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت اسامہ بن زیدؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور دیگر نوجوان صحابہؓ کی تربیت اس بات کی واضح مثال ہے کہ اسلامی معاشرہ نوجوانوں کو محض مستقبل کا سرمایہ نہیں سمجھتا بلکہ انہیں حال کی ذمہ داریوں میں بھی شریک کرتا ہے۔ اسی طرح بزرگ صحابہؓ کے تجربے اور مقام کو بھی تسلیم کیا گیا۔ یوں نبوی معاشرے میں عمر کا فرق باہمی دوری کا سبب نہیں بلکہ مختلف صلاحیتوں کے امتزاج کا ذریعہ بن گیا۔ یہی اصول آج کے معاشرے میں بھی اختیار کیا جاسکتا ہے کہ بزرگوں کا تجربہ اور نوجوانوں کی توانائی ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ ایک دوسرے کی تکمیل ہیں۔

پاکستانی معاشرے کے تناظر میں اس مسئلے کی اہمیت

پاکستانی معاشرہ بنیادی طور پر خاندانی اقدار، مذہبی روایات اور بزرگوں کے احترام پر قائم معاشرتی ساخت رکھتا ہے، تاہم شہری زندگی، معاشی مشکلات، بیرونِ ملک ہجرت، سوشل میڈیا، جدید تعلیم اور عالمی ثقافتی اثرات نے اس ساخت میں نمایاں تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ ایک طرف نوجوان عالمی سطح پر موجود خیالات اور مواقع سے متاثر ہیں، دوسری طرف خاندان اب بھی روایتی اقدار کو برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ یہی صورتِ حال بعض اوقات نسلوں کے درمیان کشمکش کو جنم دیتی ہے۔ پاکستانی معاشرے میں اس مسئلے کا حل نہ تو مکمل طور پر مغربی طرزِ زندگی اختیار کرنے میں ہے اور نہ ہر جدید تبدیلی کو مسترد کرنے میں۔ مناسب راستہ یہ ہے کہ اسلامی اصولوں کو بنیاد بنا کر جدید دور کی مفید چیزوں کو اختیار کیا جائے۔ اسلام علم، حکمت، مشاورت اور عدل کی تعلیم دیتا ہے، اس لیے جدید ذرائع کو مثبت مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے، جبکہ ان عناصر سے بچنا ضروری ہے جو خاندانی نظام، اخلاق اور معاشرتی ذمہ داریوں کو کمزور کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں قرآن مجید کا یہ اصول بنیادی رہنمائی فراہم کرتا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا۔"[17]

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔"

یہ آیت خاندان کی تربیت کو ایک اجتماعی ذمہ داری قرار دیتی ہے۔ والدین کی ذمہ داری صرف بچوں کی جسمانی ضروریات پوری کرنا نہیں بلکہ ان کی دینی، اخلاقی اور معاشرتی تربیت بھی ہے۔

خلاصہ بحث:

نسلوں کے درمیان بڑھتا ہوا فاصلہ عصرِ حاضر کا ایک اہم معاشرتی مسئلہ ہے، جس کے اثرات خاندان، تربیت، اخلاق اور معاشرتی استحکام پر نمایاں ہو رہے ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی، سوشل میڈیا، عالمی ثقافت، جدید طرزِ تعلیم، معاشی مشکلات، روایتی اور جدید اقدار کا تصادم، باہمی مکالمے کی کمی اور خاندانی نظام میں آنے والی تبدیلیاں اس فاصلے کے اہم اسباب ہیں۔ بزرگ نسل اپنے تجربات، روایات اور اقدار کی بنیاد پر زندگی کو دیکھتی ہے، جبکہ نوجوان نسل جدید علوم، ٹیکنالوجی، انفرادی آزادی اور بدلتے ہوئے معاشرتی رجحانات سے متاثر ہے۔ اس فکری فرق کے نتیجے میں والدین اور اولاد، بزرگوں اور نوجوانوں کے درمیان عدمِ اعتماد، عدمِ برداشت اور جذباتی دوری پیدا ہو سکتی ہے۔ اسلامی تعلیمات اس مسئلے کے حل کے لیے ایک متوازن اور جامع نظام پیش کرتی ہیں۔ قرآن مجید نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، نرم گفتگو، صلہ رحمی اور خاندانی ذمہ داریوں کی تاکید کی ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے چھوٹوں کے ساتھ شفقت اور بڑوں کے احترام کو اسلامی معاشرت کا بنیادی اصول قرار دیا۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نسلوں کے درمیان فاصلے کو کم کرنے کے لیے باہمی احترام، محبت، صبر، برداشت، مشاورت، مؤثر مکالمہ اور خیر خواہی کو فروغ دینا ضروری ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ نوجوانوں کے مسائل اور جذبات کو سمجھیں، انہیں اعتماد اور ذمہ داری دیں، جبکہ نوجوان بزرگوں کے تجربات، مقام اور حقوق کا احترام کریں۔ تعلیمی اداروں، خاندان اور ذرائع ابلاغ کو بھی اس سلسلے میں مثبت کردار ادا کرنا چاہیے۔ اگر اسلامی اصولوں کو عصری تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرتے ہوئے عملی زندگی میں نافذ کیا جائے تو نسلوں کے درمیان موجود خلیج کم ہو سکتی ہے اور ایسا مضبوط، متوازن اور باہمی اعتماد پر قائم معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے جس میں بزرگوں کا تجربہ اور نوجوانوں کی توانائی ایک دوسرے کی تکمیل بن جائیں۔

تجاویز و سفارشات

1. خاندان میں مکالمے کا ماحول پیدا کیا جائے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کے مسائل سنیں، ان کے سوالات کا جواب دیں اور ان کی رائے کو اہمیت دیں۔ نوجوانوں کو بھی چاہیے کہ وہ والدین کے تجربات کو احترام کے ساتھ سنیں اور اختلاف کی صورت میں شائستگی اختیار کریں۔
2. دوسری اہم ضرورت مشترکہ خاندانی سرگرمیوں کو فروغ دینا ہے۔ خاندان کے افراد اگر ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزاریں، کھانے پر اکٹھے بیٹھیں، بزرگوں کے تجربات سنیں اور خاندانی تاریخ سے واقف ہوں تو جذباتی فاصلے کم ہو سکتے ہیں۔
3. تیسری ضرورت ڈیجیٹل توازن ہے۔ ٹیکنالوجی کو ترک کرنا حل نہیں، بلکہ اس کے مثبت استعمال کی تربیت ضروری ہے۔ والدین کو جدید ٹیکنالوجی کے بنیادی پہلوؤں سے واقف ہونا چاہیے تاکہ وہ نوجوانوں کی دنیا کو سمجھ سکیں، جبکہ نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ ٹیکنالوجی کو والدین اور خاندان سے دوری کا ذریعہ نہ بنائیں۔
4. چوتھی ضرورت اسلامی تربیت ہے۔ گھروں میں قرآن مجید کی تعلیم، سیرتِ رسول ﷺ کا مطالعہ، اخلاقی تربیت اور باہمی حقوق کا شعور پیدا کیا جائے۔ اگر بچے ابتدا ہی سے یہ سیکھیں کہ والدین کا احترام، چھوٹوں سے شفقت، رشتہ داروں سے حسنِ سلوک اور بزرگوں کی قدر اسلامی اخلاق کا حصہ ہیں تو نسلوں کے درمیان فاصلہ کم ہو سکتا ہے۔
5. پانچویں ضرورت نوجوانوں کو ذمہ داریاں دینا ہے۔ نوجوانوں کو ہر معاملے میں غیر ذمہ دار سمجھنے کے بجائے ان کی

صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔ انہیں خاندان اور معاشرے کے مثبت کاموں میں شریک کیا جائے۔ جب نوجوانوں کو اعتماد دیا جاتا ہے تو ان میں ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

6. چھٹی ضرورت بزرگوں کے تجربات کو محفوظ کرنا ہے۔ خاندانوں میں بزرگوں کی زندگی کے تجربات، علمی یادداشتیں، تاریخی واقعات اور خاندانی روایات نئی نسل تک منتقل کی جائیں۔ اس سے نوجوانوں میں اپنی تہذیبی شناخت کا شعور پیدا ہوگا اور بزرگوں کو بھی یہ احساس ہوگا کہ ان کی زندگی کے تجربات نئی نسل کے لیے اہم ہیں۔
7. ساتویں ضرورت تعلیمی اداروں کا کردار ہے۔ اسکول، کالج اور جامعات صرف جدید علوم کی تعلیم نہ دیں بلکہ اخلاق، احترام، صلہ رحمی، مکالمہ اور معاشرتی ذمہ داری کی تربیت بھی کریں۔ نصاب میں بین النسلی تعلقات، خاندانی نظام اور اسلامی معاشرت کے اصولوں کو مناسب جگہ دی جانی چاہیے۔
8. آٹھویں ضرورت میڈیا کی ذمہ داری ہے۔ ڈراموں، فلموں، سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ میں والدین اور اولاد کے تعلق کو محض تصادم کے انداز میں پیش کرنے کے بجائے باہمی احترام، مکالمے اور مفاہمت کے مثبت نمونے پیش کیے جائیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

1 سورۃ الاسراء ۱۷: ۲۳

2 ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، الجامع، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی رحمۃ الصبیان، مکتبہ دارالسلام، ریاض، حدیث: ۱۹۲۰

3 سورۃ الاسراء ۱۷: ۲۳

4 ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، الجامع (سنن الترمذی)، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی رحمۃ الصبیان، مکتبہ دارالسلام، ریاض، ۱۴۲۰ھ، حدیث نمبر: ۱۹۲۰

5 سورۃ النحل ۱۶: ۱۲۵

6 سورۃ لقمان ۳۱: ۱۵

7 سورۃ لقمان ۳۱: ۱۳

8 سورۃ الاسراء ۱۷: ۲۶

9 سورۃ المائدہ ۵: ۲

10 سورۃ الزمر ۳۹: ۱۷-۱۸

11 ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، الجامع (سنن الترمذی)، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی رحمۃ الصبیان، مکتبہ دارالسلام، ریاض، ۱۴۲۰ھ، حدیث: ۱۹۲۰

12 سورۃ الاسراء، ۱۷: ۲۳-۲۴

13 محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح (صحیح البخاری)، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: وَہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ، مکتبہ دار طوق النجاۃ، بیروت، ۱۴۲۲ھ، جلد ۹، صفحہ ۱۷۲، حدیث: ۷۳۷۶

14 سورۃ الشوریٰ ۴۲: ۳۸

15 سورۃ ہود ۱۱: ۱۱۵

16 سورۃ طٰہٰ ۲۰: ۴۴

17 سورۃ التحریم ۶۶: ۶